تشدد کے باعث جسمانی، ذہنی، نفسیاتی مسائل کا شکار ہونے والے پاکستانی بچے

Pakistani Children Suffering from Physical, Mental and Psychological Problems Due to Violence

Muhammad Aslam Khan
Assistant Professor, Department of Islamic studies,The University of Lahore.PhD Scholar, Institute of Islamic Studies,University of the Punjab, Lahore: aslam.khan@ell.uol.edu.pk

Dr Saeed Ahmad Saeedi
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore: saeed.is@pu.edu.pk

Abstract

Many children in the world are victims of various forms of violence and misbehavior. This violence is not only in poor countries, but also in developed countries such as the United States and European countries, children are not safe from violence. The worst forms of violence are listed. According to the International Labor Organization, there are twenty five million people between the ages of 14 and 20 who do physical labor. Twelve crores of them work full-time. This study is an analysis of current situation of childern's problems in Pakistan. For this purpose, data is gathered from secondary sources; books, articles and online sources. One of the main threats to children's lives is their trafficking. Trafficking of children usually has two purposes: The first is to force them into physical labor. The second purpose is to use them for evil. Examples of domestic violence include corporal punishment, harshness and violence with children, restraining the child from moving, humiliating and humiliating the child, forceful handling of the child, Parents imposing their opinion without thinking about their children's opinion and giving a personal interpretation of their children's character and actions are all cases of violence against children. It is very important to be careful.

Keyword: Child Abuse, Child Victim, Child Labour, Violence and misbehavior, European countries, Pakistani Scenario

تمہید

بچوں کے معاشرتی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ بچوں پر جنسی وجسمانی تشدد بھی ہے۔ دنیامیں بہت سے بچے تشدد اور بد سلوکی کی مختلف صورتیوں کا شکار ہیں۔ یہ تشدد نہ صرف غریب ممالک میں ہوتا ہے بلکہ امریکہ اور یورپی ممالک جیسے ترقی یافتہ ممالک میں بھی بچے تشدد سے محفوظ نہیں ہیں۔ تشدد کی بدترین صورتیں درج ذیل

ہیں۔۱۔جسمانی تشدد (Physical abuse)، ۲۔جنسی تشدد (Sexual abuse) بچوں پر تشدد مختلف مقامات پر ہوتا ہے ان میں سے ایک گھر بھی ہے۔بچے اپنے والدین، بڑے بہن بھائیوں، سوتیلے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں، جہاں گھریلو بے اعتدالیاں ہوتی ہیں وہاں بچوں کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔

Each year, anywhere from 3 to 10 million children will be harmed by Share domestic violence. Children who live in homes with domestic violence may be victims of violence themselves. Some estimates suggest that in 70 percent of homes where there is domestic violence, there is also child abuse.[1]

30 لاکھ سے ایک کروڑ بچوں کو ہر سال گھریلوں ہنگاموں کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے۔ وہ بچے جو ایسے گھروں میں رہتے ہیں جہاں گھریلو بے اعتدالیاں ہوتی ہیں وہاں بچوں کو بھی تشدد کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ تقریباً70 فیصد گھر جہاں گھریلو ہنگامے ہوتے ہیں وہاں بچے بھی تشدد کا شکار ہوتے ہیں۔گھر میں بچے پر جنسی تشدد سوتیلے ماں باپ کی طرف سے، کسی رشتے دار کی طرف سے، گھر آنے والے دوست واحباب کی طرف سے، گھر پر کام کرنے والے ملازمین کی طرف سے اور گھر پر ٹیوشن پڑھانے کے لیے آنے والے اساتذہ یا ٹیوٹر کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ جنسی تشدد گھر سے باہر بھی ہو سکتا ہے، مثلاً: دوست کی طرف سے، پڑوسی کی طرف سے، استاد کی طرف سے، بچے کا خیال رکھنے والے کسی فرد یا اجنبی کی طرف سے۔ جنسی تشدد عام ہے اور یہ ایک گھناؤنا مسئلہ ہے۔ اس بات پر ذہنی صحت اور بچوں کی حفاظت کے ماہرین کے درمیان عام اتفاق پایا جاتا ہے۔[2]

بچوں پر تشدد کے حوالے سے یونیسف کی رپورٹ

یونیسف نے اپنی ایک رپورٹ میں دنیا بھر میں تشدد کا شکار ہونے والے بچوں کی تعداد بیان کی ہے جس میں صرف جسمانی مشقت کرنے والے بچوں کی تعداد چوبیس کروڑ ساٹھ لاکھ (24,6000000) سے زائد ہے:

The International Labour Organization (ILO) has estimated that 250 million children between the ages of five and fourteen work in developing countries? at least 120 million on a full-time basis.[3]

---

[1]Straus, M.A. Children as Witnesses to Marital Violence: A Risk Factor for Lifelong Problems Among Nationally Representative Sample of American Men and Women. (Washington, D.C., September 1991)

[2]Straus, M.A Children as Witnesses to Marital Violence: A Risk Factor for Lifelong Problems Among Nationally Representative Sample of America Men and Woman. (Washington., September 1991)

[3]Human rights watch copies right 2006, human rights watch 350 fifth avenue ,34th floor New York, NY 10118-3299USA

تشدد کے باعث جسمانی، ذہنی، نفسیاتی مسائل کا اشکار ہونے والے پاکستانی بچے

بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن کے کہنے کے مطابق پچیس کروڑ (250000000) ہے جن کی عمریں پاک سے چودہ سال کے درمیان ہیں وہ جسمانی مشقت کرتے ہیں۔ ان میں سے بارہ کروڑ (120000000) تو کل وقتی مشقت کرتے ہیں۔

بچوں پر تشدد کے بارے میں اقوام متحدہ کے اعداد و شمار

11 اکتوبر 2006 کو اقوام متحدہ نے بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی کی ریاست Violence Against Children پیش کی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ گھروں، سکولوں اور بچوں کی رفاہ عامہ کے اداروں میں بچوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

> The report includes the following overview statistics (section II. B., pp. 9-10, with references to specific studies provided for each): -Almost 53,000 children died worldwide in 2002 as a result of homicide. -Up to 80 to 98% of children suffer physical punishment in their homes, with a third or more experiencing severe physical punishment resulting from the use of implements. 150 million girls and 73 million boys under 18 experienced forced sexual intercourse or other forms of sexual violence during 2002. Between 100 and 140 million girls and women in the world have undergone some form of female genital mutilation/cutting. In sub-Saharan Africa, Egypt and the Sudan, 3 million girls and women are subjected to genital mutilation/cutting every year. In 2004, 218 million children were involved in child labour, of whom 126 million were in hazardous work.[4]

میں سے 49 فیصد نظر انداز کیے گئے، 24 فیصد پر جسمانی تشدد کیا گیا، 14 فیصد پر جنسی تشدد کیا گیا، 2 فیصد کو طبی طور پر نظر انداز کیا گیا۔

بچوں کی اسمگلنگ (Child Traffcing)

بچوں کی زندگی کو لاحق خطرات میں سے ایک اہم خطرہ ان کی سمگلنگ کا ہے۔ بچوں کی سمگلنگ کے عام طور پر دو مقاصد ہوتے ہیں:

پہلا مقصد ان سے جسمانی مشقت کرانا   **دوسرا مقصد ان کو بدکاری کے لیے استعمال کرنا۔**

[4]Sources: State child welfare information system

Trafficking in children is a global problem affecting large numbers of children. Some estimates have as many as 1.2 million children being trafficked every year. There is a demand for trafficked children as cheap labour or for sexual exploitation.

بچوں کی سمگلنگ ایک عالمی مسئلہ ہے۔ ایک تخمینے کے مطابق ہر سال تقریباپندرہ لاکھ (1500000) بچے سمگل کیے جاتے ہیں۔ سمگل شدہ بچوں کو ستے اجیر یا عصمت فروشی کے آلے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے

بچوں کی اسمگلنگ پر یونیسف کی رپورٹ

یونیسف نے دنیا بھر میں بچوں کی سمگلنگ پر رپورٹ شائع کی ہے اس کی رپورٹ کے مطابق:

UNICEF estimates that 1,000 to 1,500 Guatemalan babies and children are trafficked each year for adoption by couples in North America and Europe. Girls as young as 13 (mainly from Asia and Eastern Europe) are trafficked as "mail-order brides. In most cases these girls and women are powerless and isolated and at great risk of violence.[5]

یونیسف کے تخمینہ کے مطابق ایک ہزار سے پندرہ سو بچے ہر سال کوئٹے مالا سے شمالی امریکہ اور یورپ میں معمولی بنانے کے لیے سمگل کیے جاتے ہیں۔ 13 سال سے کم عمر بچیوں کو زیادہ تر ایشیا اور مشرقی یورپ سے دلہنوں کے طور پر سمگل کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر یہ بچیاں تنہا اور بے اختیار ہوتی ہیں اور ان کے جبر و تشدد کا شکار ہونے کا شدید خطرہ ہوتا ہے۔

اخلاقی مسائل

دنیا بھر میں بچوں کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں سے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ ان کی اخلاقی تربیت کی طور پر نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے جب وہ جوان ہو جاتے ہیں تو وہ بہت کی برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان اخلاقی برائیوں میں ے فحش کلاری، بداخلاقی، فحاشی و عریانی اور بدکاری ہیں۔ جب بچے کے سامنے فحش حرکات کی جائیں تو وہ ان حرکات کو شش نہیں سمجھتا اور پھر جب اس کو کوئی ان بخش حرکات یا فاشی و عریانی کے بارے میں کہتا ہے تو وہ برائی پر ندامت کی بجائے اس کا دفاع کرتا ہے۔ اشی و عریانی فحش گوئی، آوارگی، بے راہ روی یہ عادات کسی بھی شخص میں یک لخت جنم نہیں لیتیں بلکہ انسان اپنے ماحول سے اس کا اثر لیتا ہے مثلا جب کوئی بچہ گالی دے اور اس کے ماں باپ اس کی اصلاح کرنے کی بجائے اس کو نظر انداز کر یں تو گالی اس کے مزاج کا حصہ بن جائے گی۔ اس طرح بچوں

[5] http:/www.childinfo.org/areas/child trafficking

اور بچیوں کے آزادانہ میل ملاپ پر اگر پابندی نہ ہو تو ہے ابتداء میں تو اس کو دوستی کا نام دیتے ہیں مگر جب وہ اس ماحول میں جوان ہوتے ہیں تو ان کے اندر جنسی خواہشات پیدا ہوتی ہیں اور اسی دوستی کے روپ میں اپنی خواہشات کی تکمیل کا جذبہ جنم لیتا ہے اگر اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، نہ قانونی، نہ اخلاقی نہ معاشرتی اور نہ ہی مذہبی تو پھر چونکہ کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اس لیے وہ بدکاری تک پہنچ جاتا ہے۔ یورپ اور امریکا کے معاشروں میں چونکہ بچوں اور بچیوں کے میل ملاپ کو معیوب نہیں سمجھا جاتا اور ان کی مخلوط تعلیم میں بچے اور بچیاں آزادانہ ملتے ہیں اس لیے اب وہاں بدکاری کثرت سے ہو رہی ہے۔ سکول جانے والی بچیوں میں اسقاط حمل کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ اب اس بے حیائی اور فاشی کی وجہ سے اسلامی ممالک میں بھی یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور پاکستان کے مغرب زدہ لوگوں میں بھی یہ برائیاں جنم لے رہی ہیں۔258 (بچوں کے حقوق) فحاشی و عریانی بخش کلامی اور بدکاری کے اسباب میں اہم اسباب یہ ہیں:

ا۔ مخلوط نظام تعلیم ۲۔ دین سے دوری ۳۔ میڈیا کا منفی کردار ۴۔ بے جا آزادی وغیرہ

جنسی زیادتی پر اسلام کے مطابق سزا

زنا بالجبر کی حد کا جاری ہونا

اسلامی فقہ کی روشنی میں اگر کوئی مجرم کسی بچی پر جنسی تشدد کرتا ہے تو اس پر زنا بالجبر کی حد جاری ہو گی۔ جنسی زیادتی کے بعد بچی / بچے کو قتل کر دیا جائے تو اس کی سزا قصاص کی صورت میں کی جائے گی۔ تاہم اگر مقتول کے گھر والے معاف کرنا چاہیں تو مقتول کے وارثین کو دیت ادا کی جائے گی۔ پاکستان کے قوانین کے مطابق جنسی زیادتی کی سزا سات سال قید اور سات لاکھ روپے جرمانہ ہے جبکہ قتل کی صورت میں پھانسی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا جائے گا جب کہ غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگائے جائیں گے ارشاد باری تعالی ہے:

"الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد من هنا مائة جلدة"[6]

"زناکار عورت اور زناکار مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[6] النور، 2:24

Āl-nwr 24:2

"خذوا عنی، قد جعل الله لهن سبيلا، البكر بالبكر جلد مائة و تغريب سنة، والثيب بالثيب جلد مائة والرجم "[7]

”دین اسلام کے احکام مجھ سے سیکھ لو۔ اللہ تعالی نے ان کے لیے راہ نکال دی ہے۔ غیر شادی شدہ مرد غیر شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرے ہو تو سو کوڑوں اور رجم کی سزا ہے۔“

"حضرت ابو ہریرہ، زید بن خالد اور شبل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ دو اشخاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ چاہا۔ ایک شخص نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے یہاں ملازم تھا اور اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ چنانچہ میں نے اس کے بدلے (رجم کی بجائے) سو بکریاں اور ایک خادم دے دیا (بطور جرمانہ)۔ جبکہ اہل علم نے بتایا کہ اس کی سزا میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سو بکریاں اور خادم (غلام) تو وہ تمہیں واپس کیے جائیں گے جب کہ تمہارے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہے۔ عورت نے بھی اقبال جرم کر لیا اور اس کو رجم کیا گیا۔"[8]

وائل رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے نکلی۔ تو اس سے ایک مرد نے دبوچ لیا اور اس سے بدکاری کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرنے کے لیے رجوع کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: تم جاؤ اللہ تعالی نے تمہیں بخش دیا۔ زانی کے اقبالِ جرم کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو سنگسار کرنے کی سزا سنائی۔[9]

بچوں اور بچیوں پر زیادتی کی وجہ سے حد الگ االگ ہے:

---

[7] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2007ء)، رقم:2250

ābn māǧh, mḥmd bn yzyd, snn ābn māǧh, lāhwr:mktbh rḥmānyh, 2007ʾ, rqm:2250-

[8] احمد بن شعیب، النسائی، ابو عبد الرحمن، السنن الکبریٰ (بیروت: معاصیۃ الرسالہ، 2001)، رقم:1456

āḥmd bn šʿyb, āl-nsāiy, ābw ʿbd āl-rḥmn, ālsnn āl-kbry (byrwt: mʿāṣyh āl-rsālh,2001), rqm:1456

[9] ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، رقم:4379

ābwdāwd slymān bn ālāšʿṯ, snn āby dāwd, (byrwt:dār āl-rsālh alʿālmyh,2009 ʾ), rqm: 4379

"بچیوں کے ساتھ زیادتی پر حد زنا جاری کی جائے گی جب کہ بچوں کے ساتھ زیادتی کرنے (لواطت) کو قبیح فعل کہا گیا ہے۔ اس جرم میں حد زنا کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ لواطت میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم مبتلا تھی۔ قوم لوط عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے تھے۔[10] قوم لوط پر اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالی نے پتھروں کی بارش برسائی۔ حکم الہی ہے:

"فلماجآءامرناجعلنا عليها سافلها وأمطرنا عليها حجارة من سجيل منضود"[11]

"پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کو زیر وزبر کر دیا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور پر کنکر یلے پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے"۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"ملعون من عمل عمل قوم لوط"[12]

"جو قوم لوط کا سا عمل کرے وہ ملعون ہے۔" إن أخوف ما اخاف على امتى عمل قوم لوط [13]"مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف جس چیز کا ہے وہ قوم لوط کے عمل یعنی اغلام بازی کا ہے۔" ارجموا الاعلى والاسفل ارجموهما جميعا[14]"اوپر والا ہو کہ نیچے والا، دونوں کو رجم کر دو"

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم لوط جیسا عمل کرنے والے (فاعل اور مفعول) کو قتل کر دو۔" اس باب میں حضرت جابر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایات مذکور ہیں۔ محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عمرو بن ابی عمرو سے روایت کیا اور فرمایا قوم لوط کا سا عمل کرنے والا ملعون ہے۔ قتل کا ذکر نہیں کیا۔ نیز یہ بھی مذکور ہے کہ چوپائے سے بد فعلی کرنے والا بھی ملعون ہے۔ بواسطہ عاصم بن عمر، سہیل بن ابی صالح اور ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی

---

[10] الاعراف،7:80-81

Āl-āʿrāf 7: 81-80

[11] ھود،11:82

Hwd 11:82

[12] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، (لاہور، مکتبہ بیت السلام، 2017)، رقم:1456
trmḏy, mḥmd bn ʿysy, snn trmḏy, (Lahore, mktbh byt āl-slām, 2017) rqm: 1456

[13] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم:2563

ābn māǧh, snn ābn māǧh, rqm: 2563

[14] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم:2563

ābn māǧh, snn ābn māǧh, rqm: 2563

اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کر دو۔

اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے کہ اسے عاصم کے سوا کسی اور نے سہیل بن ابی صالح سے روایت کیا ہو۔ عاصم بن عمر حفظ کے اعتبار سے حدیث میں ضعف ہے۔ لوطی کی سزا میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک شادی شدہ ہو یا کنوارہ اس پر رجم ہے۔ یہ امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔ بعض فقہاء و تابعین جن میں حضرت حسن بصری، ابراہیم نخعی اور عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ شامل ہیں۔ فرماتے ہیں لواطت کرنے والے کی حد وہی ہے جو زانی کی ہے۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ "ہم جنس کی سزا کے بارے میں عبد الرحمن الجزیری فقہائے احناف کے مؤقف کا بیان کرتے ہیں کہ "حنفیہ کے نزدیک جرم لواطت کے لئے کوئی حد (شریعت کی مقرر کردہ سزا) نہیں ہے۔ لیکن حاکم اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی رائے کے مطابق سزا دے تاکہ جرم کو تنبیہ ہو۔ اگر اس فعل کو دوبارہ کرے اور اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو (حد کے طور پر نہیں) اسے قتل کر دیا جائے۔ [15]

خاندانی تشدد کی مثالیں

نئے طلاق ایکٹ کے تحت خاندانی تشدد کی کچھ مثالیں یہ ہیں۔ متی بدسلوکی گھونسہ مارتا، تھپڑ مارتا، لات مارنا، دھکیلنا، گھسیٹنا، بالوں کو کھینچنا، چھرا گھونپنا، کسی کو محدود جگہ میں بند کرنا، کسی کو پکڑ کر رکھنا یا بندھا جب لوگ اپنی یا کسی اور کی حفاظت کیلئے عمل کرتے ہیں تو، ان کے اقدامات کو خاندانی تشدد نہیں سمجھا جاتا بدسلوکی کسی کو ان کی رضامندی کے بغیر جنسی طور پر چھونا، کسی کو جنسی زیادتی کرنا یا جنسی عمل کرنے پر مجبور کرنا، کسی کو فحش نگاہ کرنا، کسی بچے کو جنسی طور پر چھوٹا، کسی بچے کو جنسی طور پر چھونے کی ترغیب دینا کسی مار ڈالے کی یا زخمی کرنے کی دھمکی دینا کسی کو تھپڑ مارنے یا مکے مارنے کی دھمکیاں دینا، کسی کو گولی مارنے کی دھمکی دینا ہراسان کرنا اور کسی کو بار بار فون کرنا، ای میل کرنا کسی کے گھر یا کام کی جگہ کا پیچھا کرنا یا پہرا دینا، ایپس (Apps)، سافٹ ویر یا ویڈیو کیمرے کے ذریعے کسی پر نظر رکھنا، سوشل میڈیا پر کسی کی سرگرمیوں کا سراغ لگانا ضروریات زندگی کی وہی نکاسی بچوں کو کھانے کی فراہمی نہ

---

[15] ڈاکٹر سعدیہ گلزار، پاکستان میں بچوں پر جنسی تشدد اور فقہ السیرۃ کی روشنی میں تدارک (سیالکوٹ یونیورسٹی: العلم ریسرچ جرنل ،ج:3، شمارہ:2، جولائی-دسمبر،2019)، ص:61

ḏākṭr sʿdyh ġlzār, pākstān myn bcwnpr ğnsy tšdd āwr fqh āl-syr ẗky rwšny myn tdārk (syālkw ṭywnywrsṭy:ālʿlm rysrch ğrnl, vol.3, šmārh2, ğwlāiy dsmbr, 2019)P.61

کرنا، کسی کو اپنی ضروری طبی دیکھ بھال نہ کرنے دینا، کسی کی پہیہ دار کرسی چھیننا نفسیاتی زیادتی کسی پر ہمیشہ چیخنا چلانا، تنقید کرنا یا توہین کرنا سب تشدد کے زمرے میں آتا ہے۔[16]

جسمانی سزا

غصہ کی حالت میں سزا دینے رسول خدا اور امیر المؤمنین نے منع فرمایا ہے۔"بچوں کی اصلاح میں جسمانی سزا سب سے آخری حربہ کے طور پر دی جائے۔ اس سے پہلے ان کی اصلاح کے تمام حربے استعمال کرنے چاہیں۔ اگر جسمانی سزا ناگزیر ہو تو بچوں کی پیٹھ پر ماریں۔ ہاتھوں اور بالخصوص منہ پر مارنے سے ہر صورت میں پرہیز کیا جائے۔ والدین ہوں یا استاد اور مربی حتی سزا دیتے ہوئے بھی بچوں کا مذاق نہ اڑائیں اور ان کی تحقیر نہ کریں۔ ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ بچے کو رات کی تاریکی میں اکیلا چھوڑ دینے کی دھمکی نہ دیں۔ ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ بچے کو یہ نہ کہیں کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ کبھی بچے کو اپنے بہن بھائیوں کے سامنے نہ ماریں۔ سزا، جرم کی مقدار سے زیادہ نہ ہو، کیونکہ رسول خدا نے اسد بن وادعیہ سے کہا: اگر سزا دینا ہے تو مقدار جرم سے زیادہ نہ ہو، سزا بچے کی جسمانی قوت برداشت، عمر، اور شخصیت کے مطابق ہو، جیسا کہ حماد بن عثمان نے امام صادق سے روایت کی ہے: حاکم شرع کی صوابدید کے مطابق سزا دے، جہاں وہ مصلحت جانے، اسی طرح اس کے گناہ اور قدرت جسمانی کے مطابق بھی ہو۔" ایک اور مقام پر امیر المؤمنین فرماتے ہیں: عقلمندوں کی سزا، اشارہ ہے اور جاہلوں کی سزا، صراحت کے ساتھ بیان کرنا ہے، اور عاقلوں کو بے عزت کرنا، شدید ترین سزا ہے۔ اگر بچہ سزا پانے سے پہلے متنبہ ہو جائے تو اسے سزا نہیں دینی چاہئے، کیونکہ اس کا مقصد، اصلاح ہے۔ جب یہ ہدف خود بخود حاصل ہو جائے تو سزا دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بچے کو اس وقت سزا دی جا سکتی ہے جس وہ اپنے کام کی برائی یا گناہ سے باخبر ہو۔ محمد بن خالد کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا، ایک غلام کو لایا گیا جس نے چوری کی تھی، اس کے بارے میں امام صادق سے سوال کیا کہ کیا کیا جائے؟ تو امام نے فرمایا: اس بچے سے پوچھو کہ چوری کی سزا کیا ہے اور اس کا کیفر اور عقاب کس قدر ہے، اگر وہ نہیں جانتا تو اسے چھوڑ دو[17]

[16] Ministere de la justice Canada, P.2

[17] خوئی، ابوالقاسم، مبانی تحملہ المنہاج، (قم، ندار، ندارد، 1396) ج:1، ص:34

ẖwiy, ābw āl-qāsm, mbāny tḥmlh āl-mnhāǧ,(qm, ndār, ndārd,1396)vol.1,P.34

جسمانی سزا دینے میں اس کے مراحل اور مراتب کا خیال رکھنا ضروری ہے اور ضعیف مرحلہ سے شروع کرے، جیسے چہرہ کا رخ موڑنا، غصہ میں نگاہ کرنا، کچھ وقفہ کے لئے بات نہ کرنا، وغیرہ۔ اگر ان مراحل میں بچہ متوجہ ہو اور اپنے کئے ہوئے عمل پر نادم ہو اور اسے ترک کرے تو مار پیٹ کی نوبت ہی نہیں آتی۔[18]

اولاد کے ساتھ سختی اور تشدد کے مظاہر: بچے کو حرکت سے روک دینا

ماں جس وقت مثال کے طور پر اپنے بچے کو اس کے شدید احتجاج اور بیزاری کے باوجود دوبارہ اس کی کرسی کے ساتھ جکڑنے اور اسے حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ اس وقت اپنے معصوم بچے کے ساتھ ایک قسم کی سختی اور بے رحمی کر رہی ہوتی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ بچہ قوت اور کمزوری کی دلیل کا مطیع ہو جائے گا اور اسے اپنی کمزوری اور بے بسی کا احساس اس قدر زیادہ ہوتا چلا جائے گا، جتنی مرتبہ اسے اس انداز سے مطیع کرنے کی کوشش کو دہرایا جائے گا۔

بچے کی تذلیل و تحقیر کرنا

جس بچے کو مخصوص طرز عمل کو اختیار کرنے یا اسے چھوڑ دینے یا اسے معذرت و معافی طلب کرنے یا خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا جائے اور اس کے سامنے ان امور کے اسباب و ملل کی تشریح بھی نہ کی جائے اور نہ ان پابندیوں کے جواز کی توجیہ کی جائے، تو اس طریقے سے بھی یہ بچہ اکثر اوقات تشدد اور بے دردی پر مبنی تربیت کا مطیع بن جائے گا۔

بچے کے ساتھ زور زبردستی کرنا

بچہ جب زور زبردستی کی زبان کو نہ مانے تو جیب خرچی کو کسی کام کے ساتھ نتھی کر دیا جائے اور اس کام کے نہ ہونے کی صورت میں بچے کو جیب خرچی سے محروم کر دیا جائے، یا اسے کہا جائے: "اگر تو نے یہ کام مکمل کر لیا تو تجھے وہ سب کچھ مل جائے گا جو تو چاہتا ہے اور اگر تو نے سکول کا کام کر لیا تو تجھے انعام ملے گا۔ کے تحت مطیع کر لیا جائے، تو اس طریقے سے بھی یہ بچہ سختی اور شدت کی زبان کا غلام بن جاتا ہے۔

اولاد کی رائے پر غور و فکر کئے بغیر والدین کا اپنی رائے کو مسلط کر دینا

---

[18] ۔ علی اکبر، سیف، روانشناسی پرورش (تھران، آگاہ، 1368) ص:264

ʿly ākbr, syf, rwānšnāsy prwrš (thrān, āgāh,1368)P.264

وہ باپ جو ہمیشہ اپنی رائے ہی کو مسلط کر دیتا ہے اور اپنی اولاد کو اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے افکار و خیالات کا اظہار کریں اور وہ اپنے احکامات کو نافذ کر دیتا ہے، اولاد کو بات کرنے کا یا اپنے خیالات کی تشریح اور وضاحت کا موقع ہی نہیں دیتا اور نہ وہ اپنے بچوں کی بات کو سننے کے لیے اور ان کے خیالات کو سمجھنے کے لیے اپنے آپ کو متوجہ کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے، یقیناً یہ باپ اپنی اولاد کے ساتھ سختی، بے دردی اور قساوت کا تعلق قائم کر رہا ہوتا ہے۔

اولاد کے کردار و عمل کی ذاتی تشریح

وہ باپ جو اپنی اولاد کے کردار و عمل کی اپنے طور پر تشریح کرتا ہے اور اپنی اولاد کی طرف سے بیان شدہ اسباب و جواز کو سننے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کرتا اور نہ وہ ان کے رویوں کے اسباب کو اور ان کی نشو و نما کے امتیازات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، بلکہ ان سے صادر ہونے والے ہر طرز عمل کی تشریح اپنے ذاتی تجزیہ و تفسیر کے مطابق کر ڈالتا ہے، اس طرح کے طرز عمل سے یہ باپ اپنی اولاد کو خود مختاری کے بجائے ماتحتی کی عادت کا خوگر بنا دیتا ہے، یہاں تک کہ ہمیشہ بڑوں کے سامنے اپنی خود اعتمادی کے اظہار سے قاصر رہتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ باپ اپنی اولاد کے ساتھ سختی اور شدت کا سلوک اختیار کرتا ہے۔

دھمکی دینا (سختی کی بدترین قسم ہے) اور ہلکی پھلکی دھمکی

دھمکی خواہ ہلکی پھلکی ہو یا بہت ہی سخت ہو، اسے سختی اور بے رحمی کی بدترین صورت شمار کیا جاتا ہے۔ جو اولاد پر منفی اثر ڈالتی ہے، ہلکی پھلکی دھمکی کے انداز سے احتراز کرنا چاہیے اور اسے خاندانی زندگی میں استعمال کرنے سے اجتناب برتنا چاہیے، اس لیے کہ اس سے بچے کی نفسیات پر سخت ترین دھمکی سے بھی زیادہ برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔[19]

جرم و جنس پر مشتمل فلمیں

[19] یاسر نصر، ہمارے بچے ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ (لاہور: بیت السلام، س۔ن)، 173-174۔
Yāsr nṣr,hmāry bch hm sy kyā chāhty hin(lāhore: byt ālslām,s-n)P.-173-174

کوئی عقل مند انسان ان فلموں کے وجود اور اثرات کی نفی نہیں کر سکتا۔ ٹیکنالوجی کے اس زمانے میں ڈش ، کیبل کے کھلے چینلو، موبائل فوٹر، انٹرنیٹ، فیس بک اور دیگر سوشل ویب سائٹس کے مکمل کھلے پن کے ذریعے یہ فلمیں گھر گھر پہنچ چکی ہیں، نہ کوئی ان کو روک سکتا ہے نہ ان پر کنٹرول کر سکتا ہے، ان کا سب سے بڑا ہدف نوخیزی کی عمر کے نوجوان ہوتے ہیں، جنسی محرکات اور ہیجان خیزیاں ان کے اخلاق کو تباہ کر دیتی ہیں اور وہ مضطرب اور پریشان فکر ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بہت جلد گناہوں اور نافرمانیوں کی دنیا میں اتر جاتے ہیں، مید ان کی شہوتوں اور جبلتوں میں آگ لگا دیتی ہیں اور بسا اوقات جنسی بھڑک کا ایسا دورہ پڑ جاتا ہے کہ انسان اپنی دبائی ہوئی طاقتوں کو خارج کرنے کے لیے اغوا اور دیگر جرائم پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ جرم کی راہ پر لگانے والے جدید محرکات اور اشتہارات میں سب سے زیادہ خطرناک اور کارگر سیٹلائٹ چینلز ہیں، جو کیبل کے ذریعے گھر تو کجا جھونپڑیوں تک پہنچ چکے ہیں۔ کوئی بھی نوخیز لڑکا یا لڑکی بڑی آسانی سے یہ کمل جنسی فلمیں کسی بھی یورپی چینل پر دیکھ سکتا ہے، اس طرح وہ ہزاروں ایسی فلمیں انٹرنیٹ پر بھی بلا خوف و خطر دیکھ سکتا ہے۔ اس کو اس کام سے صرف دین داری، اللہ تعالی کا خوف اور اپنے نفع نقصان کا مکمل شعور ہی بچا سکتا ہے۔ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ جرم کی راہ پر لگانے والے جدید محرکات اور اشتہارات میں سب سے زیادہ خطرناک اور کارگر سیٹلائٹ چینلز ہیں، جو کیبل کے ذریعے گھر تو کجا جھونپڑیوں تک پہنچ چکے ہیں۔ نوجوان میں ضمیر کی بیداری، جو ان کو چینی طور پر قائل کر سکے، ایک ایسا ہتھیار ہے جو ان کو ان تیز آندھیوں سے بچا سکتا ہے۔[20]

چھیڑ خانی کے جسمانی اور نفسیاتی اثرات

1۔ جسمانی عوارض

زیادتی کے نتیجے میں انفیکشن ہو جاتی ہے، جس کا خوف اور شرمندگی کی وجہ سے بروقت علاج نہیں ہوتا، اس طرح بچے کی تکلیف اور ابتلا دوچند ہو جاتی ہے۔ تناسلی اعضا میں سوزش و جلن کے ساتھ ساتھ معدے اور آنتوں کا نظام بھی متاثر ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ حصے، جو زیادتی کا شکار ہوئے ہوں، وہاں سے خون رسنا شروع ہو جاتا ہے۔

2۔ نفسیاتی عوارض

[20] متعب بن محمد بن سلیمان، بچوں کی حفاظت کیسے کریں؟(لاہور: بیت السلام، س۔ن) ص:250

mtʿbb bn mḥmd bn slymān, bchwn ky ḥfāẓt kysy kryn?(lāhore: byt ālslām,s-n)P.-250

تشدد کے باعث جسمانی، ذہنی، نفسیاتی مسائل کا اشکار ہونے والے پاکستانی بچے

اصل پر ایشانی احساس گناہ میں پوشیدہ ہوتی ہے، جو بچے کے حواس پر چھایا رہتا ہے اور وہ ذات کو مزاحمت نہ کرنے کا الزام دیتا ہے۔ یہ شعور، اگر اس سے پیچھا نہ چرایا جائے تو یہ بعد میں لاحق ہونے والے تمام نفسیاتی مسائل کی جڑ ثابت ہوگا۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ معاشرہ متاثرہ بچے کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا، وہ بچے ہی کو اس کا ذمے دار گردانتا ہے، معاشرہ تو ایک طرف رہا، خود اس کا خاندان بھی اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور خاموش رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ بالخصوص جب زیادتی کرنے والا کوئی خاندان ہی کا فرد ہو، حالاں کہ خاندان کو تو اس کے لیے جائے امن ہونا چاہیے۔ ان تمام رویوں کے ساتھ معاشرہ اس میں یہ گناہ کا احساس مزید گہرا کر دیتا ہے اور بچے کا اپنی ذات، خاندان اور بالعموم معاشرے سے اعتماد اٹھ جاتا ہے جو اس کے ساتھ انصاف نہیں کرتا، حالاں کہ وہ مظلوم اور متاثر ہوتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر بناء مطلق (استاد و نفسیاتی معالج، کنگ سعود یہ یونیورسٹی، ریاض سعودی عرب) اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتی ہے: "بچے کے ساتھ بہت تھوڑی جنسی چھیڑ خانی یا زیادتی بھی اس میں ساری زندگی کے لیے ایک دائمی نفسیاتی معذوری اور اپاہج پن پیدا کر دیتی ہے۔ میں یہ بات سائنس اور علاج کے نقطہ نظر سے کہہ رہی ہوں، لیکن اکثر لوگ اپنے بچوں کو پیش آنے والے حادثات سے ناواقف ہوتے ہیں، ضروری نہیں کہ وہ بچوں سے غفلت برتتے ہوں، بلکہ بچہ اکثر اوقات اپنے اوپر گزرنے والی قیامت کو ڈر کے مارے یا گناہ کے احساس سے صاف انداز میں بیان ہی نہیں کرتا، وہ بالکل ہی نہیں جانتا کہ وہ معصوم ہے اور محض شکار ہوا ہے، وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس معاملے میں اس کا کیا کردار ہو سکتا ہے، بلکہ بڑے بھی اکثر اوقات جب کسی ایسے حادثے کے بارے میں سنتے ہیں تو صرف خاموش رہتے ہیں۔ اکثر اوقات سننے میں آتا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات پر خاموش رہتی ہیں، تاکہ مجرم کے ساتھ تعلقات خراب نہ ہوں، کیوں کہ وہ خاندان ہی کا فرد ہوتا ہے۔ وہ کسی کی توجہ اس کی طرف مبذول نہیں کروانا چاہتی یا خدشہ محسوس کرتی ہے کہ شاید اس کوئی تصدیق ہی نہ کرے۔ وہ یہ سب کچھ دیکھ رہی ہوتی ہے، لیکن ان خطرناک نفسیاتی اثرات سے بے خبر ہوتی ہے، جن کا اس متاثر بچے یا بچی کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آدمی یا مجرم کے ساتھ ہی شریک جرم ہو جاتا ہے یا انحراف کی راہ پر چل نکلتا ہے۔ خوف اور پریشانی کے حالات علاحدہ ہیں جو ساری زندگی سایہ بن کر اس کا پیچھا کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے اپنے بچوں کو جنسی معاملات کی آگاہی دیں، معمولی سے چھیڑ چھاڑ بڑے گہرے اثرات چھوڑ سکتی ہے۔ بچہ اس صورت حال میں شکست خوردہ ہوتا ہے اور وہ اپنے ارادے کے بغیر اپنے آپ کو زیادتی کرنے والے کے سپرد کر دیتا ہے، وہ خوف اور کمزوری محسوس کرتا

ہے۔اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ بچہ اپنی زندگی کے تمام حالات میں عمومی طور پر اسی طرح کا رویہ اپنالیتا ہے،اس کے ساتھ ساتھ بات کھل جانے کا ڈر بھی رہتا ہے اور گناہ کا احساس بھی جو ایک خطرناک پہلو ہے۔"[21]

بچے کے حقوق

بچوں کے سرپرست ہونے کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ وہ زر خرید غلام اور کوئی مملوکہ چیز ہے کہ ان کے ساتھ بے رحمی اور سنگ دلی پر مبنی سلوک کیا جائے، ان کے مستقبل کو تباہ کر دیا جائے اور ان کو ادب اور تہذیب سکھانے کے حق کے نام پر مار پیٹ اور ظلم و زیادتی کا نشانہ بنایا جائے۔ سرپرستی کا مطلب تو رحم دلی، فکر مندی اور ذمے داری کا احساس ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ان معصوم پھولوں کو کسی مادی جذباتی محرومی اور بد تربیتی کی سزا نہ دی جائے، ذمے داری سے بھاگتے ہوئے ان کو سڑکوں کے حوالے نہ کر دیا جائے۔یہ انسانی تشدد کی مشہور ترین صورت ہے جو موجودہ زمانے میں عام پائی جاتی ہے،اس کے باوجود کہ ابھی تک کوئی ایسی گھریلو دقیق اور تفصیلی تحقیق سامنے نہیں آئی جو ہمارے معاشرے میں اس تشدد کا تناسب بیان کرتی ہو، لیکن اس کے اثرات اس حد تک سامنے آ رہے ہیں کہ انھیں محسوس کیا جارہا ہے،یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ تناسب بڑی بلند سطح پر ہے اور معاشرے کو اس کی افزائش روکنے اور اس کی اصلاح کرنے کے لیے بڑی سنجیدہ اور تیز کوشش بروے کار لانا ہو گی۔[22]

ذہنی دباؤ کا شکار

بچوں پر طلاق کے اثرات بہت تباہ کن ہو سکتے ہیں اور بہت سے جوڑے ہوتے ہیں کہ ان کی آپس کی علیحدگی کس طرح سے بچوں پر دیرپا اثرات چھوڑتی ہے۔بچے علیحدگی کے اس عمل کے دوران مختلف نفسیاتی مسائل کا شکار ہو سکتے ہیں جن کا حل ایک اچھے نفسیاتی امراض کے معالج سے ہے لیکن اس کو تمام معلومات سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہے۔کچھ والدین علیحدگی کے بعد اپنی مشکلات کا اتنا شکار ہو جاتے ہیں کہ اپنی ذہنی دباؤ کی کیفیت سے نکل کر اپنے بچوں پر توجہ نہیں دے پاتے اور کچھ والدین سکون حاصل کرنے کے لئے اپنے بچوں سے اپنے مسائل شیئر کرتے ہیں (یعنی تبادلہ خیال کرتے ہیں لیکن بچہ جو پہلے سے پریشان اور ڈرا ہوا ہوتا ہے اس کے دباؤ میں اضافہ ہو جاتا

---

[21] متعب بن محمد بن سلیمان، بچوں کی حفاظت کیسے کریں؟ص:101

mtʿbb bn mḥmd bn slymān, bchwn ky ḥfāẓt kysy kryn?P-101

[22] متعب بن محمد بن سلیمان، بچوں کی حفاظت کیسے کریں؟ص:134

mtʿbb bn mḥmd bn slymān, bchwn ky ḥfāẓt kysy krin? P-134

ہے) جن بچوں میں پہلے سے نفسیاتی مسائل موجود ہوں انھیں علیحد گی کے نتیجے میں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے لیکن اس کے برعکس جو بچے وسیع الذہنی اور خوداعتمادی وخوش مزاجی رکھتے ہوں وہ کسی بھی قسم کی مصیبت کا سامنا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ایسے بچے دوسروں سے زیادہ تعاون حاصل کرسکتے ہیں۔

تساہل پسندی:Dullness

چیزوں کو سمجھنے کی اہمیت کا کمزور ہو جانا ہر چیز میں عدم دلچسپی ذہانت میں کمی اکھڑپن سب تساہل پسندی کی علامات ہیں۔ اپنے اوپر ایک بوجھ محسوس کرنا اور کسی کام کو کرنے میں سست روی کا مظاہرہ کرنا می بچوں کو متاثر کرتی ہے۔

طلاق یافتہ خاندانوں کے بچے سنگین منفی نفسیاتی اثرات کا سامنا کرتے ہیں۔

Children whose parents divorced in their childhood or adolescence were likely to be afflicted with emotional problems such as depression or anxiety well into their twenties or early thirties"[23]

مسلسل تنہائی میں رہنا بھی ان پر ای پا اثر چھوڑتا ہے

They are more socially withdrawn and as a result, they feel lonelier not only right after the divorce but also 6 years later.[24]

والدین مضبوط حصار میں بچے کی پرورش کرتے ہیں، دونوں کی محبت ومحنت سے بچوں کی ذہنی وجسمانی نشو نما ہوتی ہے ان میں سے ایک کا غیر حاضر ہونا بچے کو ذہنی بیماریوں میں مبتلا کرتا ہے۔

The absence of one of their parents can make the child feel.[25]

"extremely lonely طلاق کے بعد جب تحویل کے مسائل سر اٹھاتے ہیں تو سب سے زیادہ تکلیف بچے کو ہوتی ہے۔ کبھی وہ ماں کے ساتھ اور کبھی باپ کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی اسے ایک کا ساتھ دینے پر آمادہ کیا جاتا ہے یہ سب بچوں کے لئے اہنی دباؤ کا باعث بنتا ہے۔

یہی ذہنی دباؤ انہیں پریشانی اور بت چینی کی طرف لے جاتا ہے اور ان کے معاملات زندگی متاثر ہو جاتے ہیں۔

---

[23] www.children-and-divorce.com/child-physchology-divorce-html
[24] www.divorceform.org/psy.html(15-3-16)
[25]www.thelaboroflove.com/articles/emotional-effectsofdivorce-on-children(15-3-16)

As one outcome of divorce children often feel an increase in anxiety.[26] among other adjustments which can alter and influence their lives"?

طلاق کے بعد خاندانی ڈھانچے میں اچانک تبدیلی رونما ہوتی ہے اور بچے اس غیر یقینی صورتحال کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں ایسے خوفناک اور انجان ماحول میں بچے کی پریشانی بڑھ سکتی ہے کیونکہ وہ اچانک ہی گھر اور سکول کی مشغولیت سے نکال دیا جاتا ہے جس میں وہ رہتا ہے ایسی حالت میں بچے میں غم کے احساسات بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ جب بچہ عمر کے ابتدائی مراحل سے گزرتا ہے تو وہ اپنے اندر پیدا ہونے والے ان تمام احساسات کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے جن کے ظاہر ہونے سے اسے احساس کمتری یا شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔

Children may try to hide their intense feelings of sadness and anxiety which may result in difficulty.[27]

ذہنی دباؤ:Depression

جب بچہ ذہنی دباؤ کا شکار ہوتا ہے تو یہ اس کی زندگی کے نارمل طرز عمل میں مزاحم ہو جاتا ہے اور بچے اور سرپرست کے لئے تکلیف کا باعث بنتا ہے ذہنی دباؤ ایک عام لیکن سنگین بیماری ہے۔

پریشانی وبے چینی:

Anxiety پریشانی وبے چینی ذہنی دباؤ کے ردعمل کے طور پر سامنے آتے ہیں۔جب یہ خلاف عقلی کی حد تک بے حساب ہو جائے اور روزمرہ کے حالات میں خوف واندیشہ پیدا کر دے تو ذہنی نااہلیت کا باعث بنتی ہے۔

نرگسیت:Sadness

نرگسیت، اداسی یعنی غم کو اپنے اوپر حاوی کر لینا اور مزاج میں ناخوشگواریت کا حد سے زیادہ دخل ہوتا ہے۔ بچے علیحدگی کے بعد اگر مناسب حالات میں سمجھوتہ نہ کر پائیں تو وہ شدید قسم کی اداسی کا شکار ہو سکتے ہیں جو ان کی آئندہ سماجی تعلقات اور پرلطف زندگی گزارنے کی راہ میں حائل ہو سکتی ہے۔یہ ایک جذباتی تکلیف ہے جو نقصان، غم ،مایوسی، بے یارومددگاری کی صورت میں طاری ہو جاتی ہے۔

تنہائی:Loneliness

---

[26] "Faith jasinki, "The impact of divorce on anxiety in elementary-aged children, university of Wiscons stout aug-2003,

[27] Nicole landucci, The impact of divorce on children, university of Wisconsin-stout, Dec 2008, P:44

تشدد کے باعث جسمانی، ذہنی، نفسیاتی مسائل کا اشکار ہونے والے پاکستانی بچے

والدین کی طلاق کے بعد بچہ اکثر خود کو اکیلا محسوس کرتا ہے اس لیے وہ تنہائی پسند ہو سکتا ہے۔ اس دوران سب کچھ پاس ہو کر بھی کچھ نہ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ سانس لینے میں دشواری ہونا، بے حسی طاری ہونا، صبح کا وقت اچھا نہ لگتا اور رات کے اندھیرے کا سکون دیتا ہے۔ انسان کسی کی محبت محسوس کرنے سے عاری ہو جاتا ہے۔

خوشنما تصوری:Fantasies

والدین کی علیحدگی کے بعد بچہ طلاق کی حقیقت کو تسلیم کرنے میں وقت لگا سکتا ہے اور اپنی ایک تصوراتی دنیا میں مگن رہ سکتا ہے جس میں ماما اور پاپا پھر سے ایک ساتھ رہنا شروع ہو جاتے ہیں وہ سمجھتا ہے والدین کا یہ جھگڑ اعارضی ہے جب ان کی صلح ہو گی تو ہمارا خاندان پھر سے ایک ساتھ ہو گا۔ والدین میں سے کسی ایک سے بھی علیحدہ ہونا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے اس لیئے وہ تکلیف سے بچنے کے لئے خوشنما تصوریت کا جال بنتا ہے۔

فوبیا:Phobia

فوبیا بے چینی اور ذہنی اختلال کی ایک قسم ہے اس میں متاثرہ شخص کسی چیز یا حالات سے پختہ اور قائم ڈر یا خوف اپنے دل میں بٹھالیتا ہے اور اس چیز سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو بہت دور لے جاتا ہے حالانکہ وہ چیز اصل میں اتنی خوفناک نہیں ہوتی۔ بے مقصد چیز کے ڈر میں کچھ بھی شامل ہو سکتا ہے مثلاً حشرات سے ڈر، اونچائی سے ڈر، تیز ڈرائیونگ سے ڈر، سانپ سے ڈر وغیرہ شامل ہے۔ بہت سے بچے فوبیا کا شکار ہو کر اندھیرے سے ڈر سکتے ہیں اور رات کو سوتے وقت بھی لائٹ آن کر کے سوتے ہیں لیکن یہ فوبیا تب کہلائے گا جب اس کی نوعیت شدید قسم کی ہو گی۔

مایوس کن اظہار:Frustration

نفسیاتی اصطلاح میں مایوسی ایک جذباتی رد عمل ہے جو کوئی شخص اپنے مخالف پر ظاہر کرتا ہے۔ اپنی انفرادی مرضی کو پورا کرنے کے لئے حواس کی فراحمت سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا تعلق قصہ سے ہے یہ ایک ایسا جزبہ ہے جو انسان میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ اپنے من چاہے نتائج تک پہنچنے میں ناکام رہتا ہے جب طلاق کے بعد بچہ اس ذہنی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ غصیلہ مزاج بن سکتا ہے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی بجائے اس کو درمیان میں چھوڑ سکتا ہے جیسے کہ بچوں کا سکول سے بھاگنا، پڑھائی ترک کرنا وغیرہ اور اسی بنا پر اپنا اعتماد بھی کھو سکتے ہیں، دباؤ کا شکار ہو سکتے ہیں، اخلاقی برائیوں (مثلاً نشہ آور اشیا کے استعمال کا عادی ہونا) میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ خوراک اور وزن کے مسائل اور مجرمانہ روش کا شکار ہو سکتے ہیں وغیرہ۔

یکسوئی کے مسائل:Concentration Problems

عدم توجہی بھی ذہنی دباؤ کی ایک علامت ہے جب ذہنی دباؤ بڑھتا ہے تو چیزوں پر یکسوئی رکھنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ اگر اس پر قابو نہ پایا جائے تو سکول ،گھر سماجی تعلقات سب متاثر ہوتے ہیں اس بیماری کو ADD یعنی Attention Deficit Disorder بھی کہتے ہیں۔ اس کی علامت چھ سے بارہ سال کے بچے میں ظاہر ہونا شروع ہوتی ہیں اور نتائج کے طور پر بچے کی سکول کی کارکردگی متاثر ہو سکتی ہے، یاداشت پر اثر پڑ سکتا ہے، جس کے نتیجے میں چیزوں کو یاد رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کسی کام سے جلد اکتا جاتا، توجہ مرکوز نہ کر پانا کسی نئی چیز کو سکھنے میں دقت محسوس کرنا، ہوم ورک مکمل کرنے میں تکلیف محسوس کرنا پینسل کا پیاں یا کھلونے گم کر دینا جو کام یا سرگرمیوں کے متعلق ہوتی ہیں، غور سے بات نہ سننا، بہت جلدی کنفیوز ہو جانا، کسی معمولی بات کو سمجھنے میں تاخیر کرناADD کی علامت ہے۔ علیحدگی کے بعد کا گھٹن زدہ ماحول بچے کو اس بیماری میں مبتلا کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔

کمزور حمیتی:Poor self-esteem

کمزور حمیتی انسان کا اپنے بارے میں خیال یا رائے ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو کتنی اہمیت دیتے ہو۔ آپ جو کام کرتے ہو، آپ نے جو حاصل کیا، آپ کی سوچ کہ لوگوں کی آپ کے متعلق کیا رائے ہے۔ آپ کے سماجی تعلقات اور معیار اور آپ کی آزادی کی حس اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت شامل ہیں۔ اگر آپ کی سوچ مثبت ہو گی تو آپ مضبوط حمیت کے مالک ہوں گے۔ آپ اپنے بارے میں کیا سوچتے ہو کیا عمل کرتے ہو اور کیا محسوس کرتے ہو اور دوسروں کے بارے میں کیا محسوس کرتے ہو آپ زندگی میں کتنے کامیاب ہو یہ سب اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اپنی ذاتی حالت پر مطمئن ہونا خوداعتمادی لاتا ہے اسی طرح اگر آپ کی سوچ اپنے بارے میں منفی ہو گی تو یہ کمزور حمیت کہلائے گی۔ حسد، پریشانی ذہنی دباؤ یا رشتوں کا ٹوٹنا اس کا باعث بنتا ہے۔ والدین کی علیحدگی کے بعد بچوں میں اپنے متعلق غلط تصور اور سوچ قائم ہو جاتی ہے وہ اپنے آپ کو دوسرے بچوں سے مختلف کمزور اور کمتر خیال کرتے ہیں جو ان میں کمزور تمیت کا باعث بن سکتا ہے۔

مسلسل ذہنی دباؤ:Dysthymia

مسلسل ذہنی دباؤDysthymia کو نفسیاتی اصطلاح میں persistent depresive disorder بھی کہتے ہیں یہ شدید ڈپریشن کے نتیجے میں ہوتی ہے جس میں انسان اپنے روزمرہ معاملات سے دلچسپی ختم کر دیتا ہے۔ نا امیدی بیکاری کمزور اور احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ احسانات سالہا سال رہ سکتے ہیں اور روزمرہ سرگرمیوں، کام اور رشتوں میں خلل کا باعث بن سکتے ہیں۔ خوشیوں کے لمحات سے لطف اندوز ہونا مشکل کا باعث بن سکتا ہے۔

Post-Traumatic Stress Disorder

PTSD یہ ذہنی اختلال ایک ایسی ذہنی کیفیت ہے جو ایک خوفناک حادثے سے شروع ہوتی ہے (پیدا ہوتی ہے) یاتو اس واقعے کا خود تجربہ ہوا ہو یا آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو۔ اس واقعے کے متعلق لامحدود خیالات کا پیدا ہونا، برے خواب اور شدید بے چینی اس کی علامات ہیں۔ بہت سے لوگ کسی حادثے یا واقعے سے سمجھوتہ کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے میں وقت لیتے ہیں لیکن اگر وہ اس پر قابو نہ رکھ سکیں تو PTSD میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ طلاق کے بعد بچوں کا خاندان کو بکھرتے دیکھنا اور ماں باپ سے دوری کے حادثے کو برداشت نہ کر پانا اس بیماری میں مبتلا کر سکتا ہے۔

اعصابی تناؤ: Stress

تمام اعصابی تناؤ بری چیزوں کی بدولت نہیں ہوتے بلکہ یہ اچھی چیزوں کی وجہ سے بھی ہو سکتے ہے۔ یہ سب ایک شخص کے سوچنے کے انداز پر انحصار کرتا ہے کہ وہ کسی چیز کو اعصابی تناؤ کی وجہ بناتا ہے جبکہ دوسرے لوگوں کے لئے وہ تناؤ کی وجہ نہیں ہوتی ہمارا تناؤ کی طرف رد عمل ہماری ذہنی و جسمانی صحت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس طرح ہماری ذاتی اور پیشہ وارانہ زندگی بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ زوجین کی علیحدگی کے بعد بچہ ماں یا باپ میں سے کسی ایک یا دونوں سے محروم ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ اعصابی تناؤ کی صورت میں نکل سکتا ہے جو مختلف ذہنی و جسمانی بیماریوں کا پیش خیمہ بنتا ہے۔[28]

خلاصہ بحث

دنیا میں بہت سے بچے تشدد اور بد سلوکی کی مختلف صورتیوں کا شکار ہیں۔ یہ تشدد نہ صرف غریب ممالک میں ہوتا ہے بلکہ امریکہ اور یوروپی ممالک جیسے ترقی یافتہ ممالک میں بھی بچے تشدد سے محفوظ نہیں ہیں۔ تشدد کی بد ترین صورتیں درج ذیل ہیں۔ ا۔ جسمانی تشدد (Physical abuse)، ۲۔ جنسی تشدد۔ بین الاقوامی لیبر

[28] Mehwish Maqsood, Mental and Physical Effects on Children in The Context of Spouse Separation,2019, P:12

آرگنائزیشن کے کہنے کے مطابق پچیس کروڑ (250000000) ہے جن کی عمریں پاک سے چودہ سال کے درمیان ہیں وہ جسمانی مشقت کرتے ہیں۔ ان میں سے بارہ کروڑ (120000000) تو کل وقتی مشقت کرتے ہیں۔ بچوں کی زندگی کو لاحق خطرات میں سے ایک اہم خطرہ ان کی سمگلنگ کا ہے۔ بچوں کی سمگلنگ کے عام طور پر دو مقاصد ہوتے ہیں: پہلا مقصد ان سے جسمانی مشقت کرانا۔ دوسرا مقصد ان کو بدکاری کے لیے استعمال کرنا۔ خاندانی تشدد کی مثالوں میں سے جسمانی سزا، اولاد کے ساتھ سختی اور تشدد کے مظاہر، بچے کو حرکت سے روک دینا، بچے کی تذلیل و تحقیر کرنا، بچے کے ساتھ زور زبردستی کرنا، اولاد کی رائے پر غور وفکر کیے بغیر والدین کا اپنی رائے کو مسلط کر دینا اور اولاد کے کردار و عمل کی ذاتی تشریح کرنا یہ سبھی صورتیں بچوں پر تشدد کے حوالے سے ہیں۔ جن سے احتیاط کرنا از حد ضروری ہے۔